غلاموں کے آقا ہوتے اور جو مال، دولت یا طاقت کے نشہ سے سرشار ہوتے جن کا دماغ عرش معلیٰ پر ہوتا اور دوسرے سب کے سب فرش نشین، خاک بسر روندے جانے کے قابل، ذلیل و کمتر، حقیر، کمینے نظر آتے، ان کے حکم سے سرتابی محکوموں، مملوکوں کے لئے ممکن نہ تھی، رعایا ان کے اشارہ چشم و آبرو کے صدقہ میں امان پاتی تھی اور عوام کالانعام، بے چوں چرا زندگی گزار نے پر مجبور تھے، کیوں کہ معمولی سی ''آزادانہ حرکت'' بھی گستاخی میں شمار ہو کر موجب قہر و عتاب خسروانہ ہوسکتی تھی۔

ہر عمل کا ردعمل لازمی ہے، زمانہ پلٹا کھاتا ہے، وقت بدل جاتا ہے، قدریں، قسمتیں بدل جاتی ہیں، بہت سے تاج شاہی الٹ دیئے جاتے ہیں، اونچے جھنڈے گر جاتے ہیں اکڑی گردنیں خم ہو جاتی ہیں، جن کے در پہ نقارے بجا کرتے تھے ان کو پوچھنے اور پوجنے والا کوئی نہیں رہتا۔

مذہب کا تعارف: مذہب کے لفظی معنی راستہ، طریقہ کے ہوتے ہیں، جب کہ انگریزی زبان میں مذہب کے لئے لفظ Religion استعمال کیا جاتا ہے۔ مذہب لاطینی زبان سے ماخوذ ہے، اور اس کے معنی پابندی، عقیدہ اور عبادت کا ایک نظام ہے۔ (۴) مذہب اسلام جو کہ ایک آفاقی مذہب ہے اس نے مذہب کے لئے لفظ دین استعمال کیا ہے قرآن و سنت میں اسلام اور دین کا استعمال بے شمار مقامات پر کیا گیا ہے اس حوالے سے اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں:

ان الّذین عند اللہ الاسلام۔ (۵)

بے شک اللہ کے نزدیک دین تو صرف اسلام ہے۔

دین و مذہب کے معنی و مفہوم کی وضاحت:

اسلام نے مذہب کے لئے دین کا لفظ استعمال کیا ہے اور یہ لفظ ملت اسلامیہ کے لئے مذہبی علامت کا نشان ہے، جب کہ اس کے برعکس مغربی مفکرین نے بھی دین اور مذہب پر تفصیلی بحث کی ہے۔(۶) امام راغب نے دین کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

دین کے معنی اطاعت، جزا اور فرماں برداری کے ہوتے ہیں۔(۷)

عصر حاضر میں انتہا پسندی کا تصور:

انتہا پسندی، عصر حاضر کا اہم موضوع بحث ہے انتہا پسندی سے مراد انتہا پسندانہ سوچ وخیالات بے اعتدال، غیر متوازن اور ایسی سوچ ہے جس میں انتہا پسندی کا حد سے زیادہ دخل ہو، انتہا پسندی کو انگریزی میں Extremism کہتے ہیں اور یہ ایک ایسی اصطلاح ہے جس کو منافرت ودہشت گردی سے تعبیر کیا جارہا ہے۔(۸)

عصر حاضر میں مذہبی انتہا پسندی کے رجحان:

یہ ایک تاریخی حقیت ہے کہ اسلام امن وسلامتی، تحمل و برداشت، رواداری اور احترام آدمیت کا سب سے عظیم مذہب ہے، اسلام کی نگاہ میں سب انسان بغیر کسی تفریق وامتیاز کے احترام کے مستحق ہیں، اسلام میں عدم برداشت اور انتہا پسندی کا کوئی تصور نہیں ہے۔

اسلام وہ آفاقی اور عظیم مذہب ہے جس نے ساری کائنات کو امن وسلامتی اور بنی نوع انسان کے لئے احترام کا درس دیا ہے، یہ اسلام کی شان اور عظیم ہے کہ اس نے اشرف المخلوقات کے لئے پرامن بقائے باہم مذہب وملت لکم دینکم ولی دین کا عظیم تصور پیش کیا، اسلام ہی نے انسانی عظمت کے مینار کو بلند کرتے ہوئے اس کو غیر جانبداری، اعتدال پسندی اور امن وسلامتی کا وہ منشور وفلسفہ عطا کیا جس پر اسلام کی عمارت تعمیر ہے، اسلام نے ساری کائنات کے مخلوق کو یہ درس دیا کہ ملت اسلامیہ کا رب سارے جہاں کا رب ہے، اس کی سب سے بڑی عظمت وشان یہ ہے کہ وہ رحمٰن ورحیم ہے، غفور الرحیم ہے۔(۹)

سرور کائنات، رحمت للعالمین، فخر اعظم، احمد مجتبیٰ، احمد مصطفیٰ کی تمام حیات طیبہ، صبر وبرداشت، رواداری، عفو درگزر، میانہ روی، مساوات، امن وسلامتی، اعدال پسندی اور روشن خیالی سے مزین ہے۔(۱۰)

رحمت للعالمین ﷺ نے ہمیں جو درس دیا تھا ہم اس کے برعکس زندگی گزار رہے ہیں آج ایک خدا، ایک کتاب اور ایک نبی کو ماننے والے والے جس طرح فرقہ واریت، دہشت گردی اور مذہبی انتہا پسندی کے شکار نظر آرہے ہیں، اس نے دنیا بھر میں اسلام اور امت مسلمہ کو رسوائے زمانہ کیا ہوا ہے۔(۱۱) مولانا الطاف حسین حالی آج کے زوال اور انتہا

پسند معاشرے کی عکاسی اپنے اشعار میں اپنے ہی عہد میں کر چکے تھے:

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے(۱۲)

غلو یا انتہا پسندی کی وضاحت:

انتہا پسندی اور غلو کا یہ لازمی نتیجہ ہوتا ہے کہ آدمی امن اور سلامتی سے دور ہلاکتوں اور خطروں سے قریب تر ہو جاتا ہے، اسی لئے اسلام کی راہ اعتدال کی راہ ہے ہر چیز میں اعتدال کا تصور اور عقائد میں عبادت اور زہد میں اخلاق اور رویہ میں معاملات اور قانون سازی میں اسی راہ کا نام اللہ نے صراط مستقیم رکھا ہے، یہ راہ ان دینی اور فکری گروہوں کی راہ سے الگ ہے جس پر اللہ کا غضب ہوا جو راہ پانے کے بعد کھو بیٹھے اور جن کی راہوں پر غلو اور افراط وتفریط کی چھاپ پڑی ہوئی ہے۔

لہذا اسلام عدم برداشت کے بجائے میانہ روی اور اعتدال پسندی کی تلقین کرتا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

وکذلک جعلنا کم امة وسطا لتکو نوا شھداء علی الناس (۱۳)

اور اسی طرح ہم نے تم مسلمانوں کو امت وسط بنایا ہے تا کہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ رہو۔

اسلام اعتدال کی تعلیم دیتا ہے انتہا پسندی سے خبر دار کرتا ہے، قرآن وحدیث کے نصوص پر جن لوگوں کی نگاہ ہے وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ اسلام غلو کو انتہائی ناپسند کرتا ہے، نیز لوگوں کو اس سے شدت کے ساتھ خبر دار کرتا ہے احادیث میں بھی غلو سے روکا گیا ہے اور اس کے خوفناک انجام سے آگاہ کیا گیا ہے، دین میں انتہا پسندی اور غلو سے سختی سے روکا گیا ہے اس لئے کہ یہ انتہا پسندی اور غلو اپنے ساتھ کچھ خرابیاں، عیوب اور آفتیں بھی لے کر آتا ہے۔

غلو کا رویہ طبیعتوں میں وحشت پیدا کرتا ہے اور یہ فطری طور پر انسانوں کے لئے ناپسندیدہ اور ناقابل برداشت ہوتا ہے تھوڑے لوگ ہی اسے برداشت کر سکتے ہیں، انتہا پسندی

اور غلو کی عمر تھوڑی ہوتی ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غلو کی راہ پر چلنا اور اسے عادت بنا لینا آسان نہیں، انسان اکتانے والی مخلوق ہے اگر سختی اور دشواری پر ایک دفعہ صبر کر لیتا ہے تو جلدی اس کی ساری جسمانی قوتیں تھک جاتی ہیں اور وہ آگے بڑھنے سے انکار کر دیتی ہیں اور شدت پسندی کا یہ رویہ جہاں پایا جاتا ہے وہاں ذمے داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی بھی ہوتی ہے اور دوسرے بہت سارے حقوق متاثر ہوتے ہیں، آج کل لوگوں کی زبان پر رجعت پسندی، انتہا پسندی، جمود وتعصب کے جو الفاظ چڑھے ہوئے ہیں ان کے مفہوم کی وضاحت اور تجدید نہایت ضروری ہے، شدت پسندی اور سخت گیری کے سلسلے میں موقع ومحل کو نظر انداز کر دینا بھی ناپسندی کی علامت ہے دوسرے کے تئیں بدگمانی کا رویہ اختیار کرنا انہیں سیاہ عینک سے دیکھنا جو ان کی اچھائیوں کو چھپا دے اور ان کی برائیوں کو بڑھا کر پیش کر دے۔

مختلف مذاہب واقوام میں مذہبی انتہا پسندی کا رجحان وتصور:

دنیا میں اس وقت چند بڑے مذاہب ہیں ان میں مذہبی انتہا پسندی کا جو تصور ہے اس کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

ہندومت میں مذہبی انتہا پسندی کا رجحان:

ہندومت کی تعلیمات کا مدعا یہ ہے کہ مذہب کے مخالفین کو صفحہ ہستی سے ختم کر دیا جائے، غیر مذہبوں کو آگ کے شعلے میں ڈال دیا جائے، اپنے مخالفین کو زیر دست کرنے کے لئے ان کے کھیت وکھلیان کو نیست ونابود کر دیا جائے مال مویشی کو ہر طرح سے نقصان پہنچایا جائے تاکہ لوگ بھوک وافلاس سے مر جائیں۔ (۱۵)

۱۹۴۷ء کا سال پاکستان کے قیام وآزادی کا سال تھا لیکن آزادی سے پہلے ہی ہندوؤں نے مسلمانوں کے ساتھ جو ظلم وستم کا بازار گرم کیا وہ تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا بے گناہ لوگوں کے خون سے ہندوؤں نے ہولی کھیلی، عورتوں کی عصمتوں کو تار تار کیا گیا، بچوں کو تیروں پر اچھالا گیا یہ وہ مذہبی انتہا پسندی کا شاخسانہ تھا جو آزادی کے وقت ہندوؤں نے مسلمانان ہند کے ساتھ برتاؤ کیا۔ (۱۶)

آج بھی ہندوستان میں مسلمانوں پر ظلم وستم مذہب کی بنیاد پر کیا جا رہا ہے مسجدوں

اور عبادت گاہوں کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے، سیکڑوں مساجد مقتل گاہ بن گئیں اور قفل کر دی گئیں۔(۱۷)

یہودیت میں مذہبی انتہا پسندی کا رجحان:

یہودیوں کی سب سے بڑی انتہا پسندی یہ ہے کہ ان کو جس بات سے منع کیا جاتا ہے وہی کام کرتے ہیں، انبیائے کرام کا ناحق قتل ان کا مشغلہ خاص ہے، یہودیوں کی اپنی مقدس کتاب ناپید ہو چکی ہے۔ یہودیوں نے اپنے ہم عصر مذہب پر ظلم و زیادتیاں کیں، بیت المقدس پر قبضہ کیا اور نقصان پہنچایا گیا بے شمار مسلمان عورتوں اور بچوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔(۱۸)

توریت، انجیل اور قرآن کریم کی رو سے یہود صرف دنیا ہی کی افضل ترین قوم نہ تھی بلکہ عنداللہ بھی محبوب ترین قوم تھی، کیونکہ اس نے توحید کی بنیاد رکھی تھی، مگر یہ لوگ نافرمان اور مغرور ہو گئے انہوں نے انبیا کو قتل کرنا شروع کر دیا، احکام خداوندی کو پس پشت ڈال دیا اور شرعی حدود سے آزاد ہو گئے۔(۱۹) جس کی پاداش اور سزا میں اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو امارت اور حکومت سے محروم کر دیا اور ان پر ذلت مسلط کر دی گئی، بنی اسرائیل کو اعزاز نبوت سے محروم کر کے تاج بنی اسماعیل میں منتقل کر دی گئی جس میں سرکار دو عالم تشریف لائے، یہودی حضور کی نبوت و رسالت کو برداشت نہ کر سکے اور اس کے بعد انہوں نے رسول ﷺ کے خلاف اور اسلام کے خلاف محاذ بنا لیا جو اب تک جاری و ساری ہے۔ ۱۸۸۷ء میں انہوں نے اپنا تین نکاتی ایجنڈا ظاہر کیا جس کے تحت

۱۔ یہودیوں کے لئے ایک قومی وطن کا قیام، ۲۔ دنیا کے مالی نظام پر قبضہ، ۳۔ اسلامی ممالک کو ختم کرنا۔(۲۰)

عیسائیت میں مذہبی انتہا پسندی کا رجحان:

مذہب عیسائیت میں بھی مذہبی انتہا پسندی کا رجحان ابتدا سے نظر آتا ہے حالانکہ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات نے عفو اور محبت کی تعلیم اس حد تک دی کہ اگر کوئی کسی کے ایک گل پر طمانچہ مارے تو اس کے سامنے دوسرا گال بھی پیش کر دیا جائے، عیسائیت اپنے نبی کے پیغام کی نفی کرتی ہے اور اس کا نظریہ اپنے مخالفین کو کسی طور پر برداشت کرنے کو تیار نہیں ہے۔(۲۱)

عیسائیوں کا اپنے محسنوں جن میں کوپر نیکلس، گلیلو اور برونو وغیرہ شامل ہیں کے ساتھ پوپ صاحبان کا ظالمانہ سلوک تاریخ کے صفحات پر نمایاں رہے گا۔(۲۲)

عیسائیوں نے اپنے اقتدار میں مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ ان کی مذہبی انتہا پسندی کے رویے کی نشان دہی کرتا ہے، سقوط غرناطہ کے بعد اندلس سے مسلمانوں کی حکومت جو تقریباً آٹھ سو سال سے قائم تھی ختم ہوگئی، مسلمانوں کے لئے عرصہ حیات بھی تنگ کر دیا گیا، فرنانڈو نے مسلمانوں کے سب سے بڑے مسجد کو گرجا گھر میں تبدیل کر دیا جب عیسائیوں کو اس بات کا احساس ہوا کہ مسلمان کسی طور پر بھی مذہب کو چھوڑنے والے نہیں تو انہوں نے جبر و تشدد کا کا معاملہ شروع کر دیا، لارڈ بشپ نے سرزمین اندلس کو عربوں کے وجود سے پاک و صاف کرنے کے لئے یہ تجویز پیش کی کہ جو عرب دین مسیح اختیار نہ کرے وہ خواہ مرد ہوں یا عورت اور بچے ان سب کو قتل کر دیا جائے۔(۲۳)

عصر حاضر میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیائے عیسائیت مسلمانوں کے وجود کو برداشت تک کرنے کے لئے تیار نہیں حالانکہ مسلمانوں نے اپنے دور اقتدار میں نہ صرف انہیں برداشت کیا بلکہ روشن خیالی، اعتدال پسندی ار رواداری کا معاملہ ان کے ساتھ کیا۔

بعثت نبوی ﷺ کے وقت مذہبی انتہا پسندی کا تصور:

پیغمبر آخر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا مذہبی، نسلی اور طبقاتی گروہوں میں بٹی ہوئی تھی، انتہا پسندی اور مذہبی تعصب ان کا وطیرہ تھا، نعیم صدیقی اپنی کتاب محسن انسانیت ﷺ میں فرماتے ہیں:

> محسن انسانیت کا ظہور ایسے وقت میں ہوا جب کہ انسانیت تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی، عرب معاشرہ میں کیا سارے عالم میں انسانیت کا تصور نہ ہونے کے برابر تھا ایک وحشی معاشرہ کا تصور نظر آتا تھا، دنیا کے بڑے بڑے ممالک و تہذیب کے علمبردار اپنی روشن روایات اور تعلیمات کو فراموش کر چکے تھے، انسانیت کی اخلاقی و مذہبی روح فنا ہو چکی تھی، انسانیت کے لئے راہ نجات کا کوئی تصور نہ تھا، انسان انسان

کے خون کا پیاسا تھا انسانیت سسک سسک کر زندگی گزارنے پر مجبور تھی
حتیٰ کہ معاشرہ تباہی کے دھانے پر کھڑا تھا یعنی لوگ اپنی اولاد کو زندہ
دفن کر دیا کرتے تھے معاشرہ کی اس سے زیادہ بھیانک تصویر اور کیا
ہوسکتی تھی۔(۲۵)

اسلام میں انتہاء پسندی اور جبر وتشدد کی ممانعت:

اعتدال اور میانہ روی کا اصول اخلاقی زندگی کی روح اور انسان کو صراط مستقیم پر قائم رکھنے کا ذریعہ ہے، یہ اسلام کا اعجاز ہے کہ اس نے اعتدال اور میانہ روی کی ایسی راہ دکھائی اور وہ تعلیم دی جس سے افراط وتفریط کی گنجائش ہی باقی نہ رہی، اعتدال اور میانہ روی ہی دین ودنیا کی کامیابی کی ضمانت ہے، مذہبی انتہا پسندی کو قرآن ''غلو فی الدین'' اور دینی مزاج کے خلاف قرار دیتا ہے۔(۲۶)

رسولِ اکرم ﷺ نے تکمیل دین کے آخری مرحلے خطبۂ حجۃ الوداع کے تاریخی موقع پر ارشاد فرمایا: ''اور سنو غلو (انتہا پسندی) سے بچنا، کیونکہ دین میں غلو (انتہا پسندی اختیار اختیار کرنے والے) کرنے والے تم سے پہلے بھی ہلاک کر دیئے گئے۔(۲۷) رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

عن ابن عباسؓ قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
وسلم، وايا كم والغلو فى الدين، فانما اهلک من كان
قبلكم لغلو فى الدين۔(۲۸)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اور خبردار، دیکھو، دین میں غلو (انتہا پسندی) سے بچنا، کیونکہ بے شک، تم سے پہلے لوگ دینی غلو (انتہا پسندانہ رویے) کی بنا پر ہلاک کر دیئے گئے، متعدد احادیث میں آسانی اختیار کرنے، تنگی اور کجی کی راہ اختیار نہ کرنے، بشارت سنانے اور منافرت کا پیغام عام نہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

دوسری طرف یہ حقیقت بھی مخفی نہ رہے کہ اسلام ایک استدلالی اور عقلی مذہب ہے،

اس کی تبلیغ و دعوت کے اصول، حکمت و دانش مندی، اعتدال اور میانہ روی اور وعظ و نصیحت پر مبنی ہیں، اسلام نے یہ تعلیم بھی دی کہ مذہب رضا، خوش دلی اور خود اختیاری جذبے کا نام ہے۔ اس کا تعلق قلب و روح سے ہے، اور قلب و روح کو بزور شمشیر تسخیر نہیں کیا جاسکتا، ایمان دراصل یقین کا دوسرا نام ہے، دنیا کی زبردست سے زبردست طاقت جبراً کسی کمزور سے کمزور انسان کے دل میں بھی یقین کا ایک ذرہ نہیں پیدا کرسکتی، قرآن کا ابدی اصول ہے:

لااکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ (۲۹)

دین میں کوئی زبردستی نہیں، حقیقت گمراہی سے الگ ہوچکی ہے۔

اسلام مذہب کے معاملے میں یہ اصول واضح کرتا ہے کہ لوگوں کو مذہب کے معاملے میں پوری آزادی حاصل ہو، عقل و بصیرت والے چشمۂ نور سے فیضیاب ہوں اور نافہم، کج رو محروم رہیں، اس حوالے سے ارشاد ربانی ہے:

ولو شاء ربک لامن من فی الارض کلھم جمیعا افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین۔ (۳۰)

اور اگر تیرا پروردگار چاہتا (لوگوں کو زبردستی مومن بنادے) تو زمین کے تمام لوگ ایمان لے آتے تو کیا پیغمبر! آپ (ﷺ) لوگوں کو مجبور کریں گے کہ وہ ایمان لے آئیں۔

قرآن وسنت میں انتہا پسندی، غیر مسلموں کے مذہبی معاملات میں مداخلت، جبر و تشدد کے ذریعے اسلام کا پیغام عام کرنے، انتہا پسندی اختیار کرنے اور عدم برداشت کے ہر رویے کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے اسلامی تعلیمات کے منافی قرار دیا گیا ہے۔

بدامنی، دہشت گردی اور قتل وغارت گری کی ممانعت:

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اسلام سلامتی اور ایمان امن سے عبارت ہے، اس کی تعلیمات امن وسلامتی، پرامن بقائے باہم اور انسان دوستی کی یقینی ضمانت ہیں، اسلام امن وسلامتی کا سب سے بڑا علمبردار ہے، وہ معاشرے میں بدامنی، دہشت گردی اور قتل و غارت گری کا شدید مخالف ہے۔ اس نے قیامت تک انسانیت کو ایک اصول عطا کیا، جو اس کی

امن پسندی کا یقینی ثبوت ہے۔

عن عبد الله بن عمرؓ ان رسول الله ﷺ قال من حمل علینا السلاح فلیس منا۔ (۳۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ہم پر (اہل ایمان پر) اسلحہ اٹھایا، وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔

اسلام نے بلاتفریقِ مذہب وملت ایک بے گناہ انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

من اجل ذلک کتبنا علی بنی اسرائیل انه من قتل نفسا بغیر نفس اوفساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً۔ (۳۲)

اور اسی بنا پر ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا، (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے، یا ملک میں فساد پھیلانے کی سزا دی جائے، اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اکبر الکبائر الاشراک بالله و قتل النفس و عقوق الوالدین وقول الزور۔ (۳۳)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ (غیر اللہ کو) شریک کرنا ہے، پھر (بے گناہ) انسان کا قتل، پھر والدین کی نافرمانی، پھر جھوٹ بولنا ہے۔

اسلام بدامنی، دہشت گردی اور قتل و غارت گری کے ذریعے انتہا پسندانہ رویے۔ ارتکاب کرنے والوں اور فساد فی الارض کے مرتکب اور انسانیت مذہب دشمن افراد کے لئے

شدید ترین سزائیں تجویز کرتا ہے، ارشاد ربانی ہے:

انما جزاء الذین ...... عذاب عظیم۔ (۳۴)

جولوگ خدا اور اس کے رسول ﷺ سے لڑائی کریں، اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں، ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کردیئے جائیں، یا سولی چڑھا دیئے جائیں، یا ان کے ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں، یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

فرقہ واریت اور تکفیر کا خاتمہ:

مذہبی انتہا پسندی کا لازمی نتیجہ اور بدترین شکل فرقہ واریت اور تکفیر کی مہم ہے، جس نے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے اسلام اور مسلمانوں کو انتہا پسند طبقے کے طور پر متعارف کرانے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

رسول اکرم کا ارشاد گرامی ہی:

عن انسؓ انه قال قال رسول الله من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی له ذمة الله ورسوله فلا تحقرو الله فی ذمة۔ (۳۵)

حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ہمارے جیسی نماز پڑھی اور ہمارے قبلے کی طرف رخ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا تو یہ وہ مسلمان ہے، جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذمہ ہے تو تم اللہ کے ذمے میں خیانت نہ کرو۔

ایک خدا، ایک رسول ﷺ اور ایک کتاب کے ماننے والے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اس درجہ مذہبی انتہا پسندی کا شکار ہوئے کہ ایک دوسرے کو کافر کہنے اور ایک دوسرے کے قتل کے درپے ہوئے، نتیجہ کے طور پر فرقہ واریت، شدت پسندی اور انتہا پسندی کے باعث ہزاروں بے گناہ افراد قتل ہوئے، مساجد اور عبادت گاہیں تک محفوظ نہ رہ سکیں،

معاشرے کے اہم افراد، علمائے کرام، مذہبی اسکالرز انجینئرز، ڈاکٹرز وکلا، ماہرینِ قانون اور زندگی کے دیگر اہم شعبوں سے وابستہ افرادفرقہ واریت اور مذہبی انتہا پسندی کی بھینٹ چڑھ گئے، انتہا پسندی اور فرقہ واریت کے نتیجے میں قتل ہونے والے بے گناہ افراد کے اعداد وشمار کا اندازہ لگانا آسان نہیں تو مشکل ضروری ہے۔(۳۶)

افسوس ناک امر یہ ہے کہ یہ سب کچھ ایک ایسی مملکت میں ہورہا ہے، جس کا نظریہ اور بنیاد لا الہ پر ہے، ایسے افراد کررہے ہیں جن کے ہادی و پیغمبر ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ **سباب المسلم فسوق و قتاله** صحیح مسلمان کو گالی دینا بدترین گناہ اور اس کا قتل (اسے قتل کرنا) کفر ہے۔

رسول اکرم ا کا ارشاد گرامی ہے:

عن انسؓ قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث من اصل الايمان الكف عن من قال لا اله الا الله، لاتكفره بذنب ولا تخرجه من الاسلام بعمل۔(۳۷)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں اصل ایمان ہیں ایک یہ کہ جو شخص ''لا الہ الا اللہ'' کہتا ہو۔نہ کسی گناہ کی وجہ سے اس کی تکفیر کی جائے، اور نہ کسی (برے) عمل کی وجہ سے اسے دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے۔

چنانچہ اس بنیاد پر فقہ اسلامی کا یہ اصول ہے کہ

ايمار جل قال لاخيه ياكافر، فقدباء بها احدهما۔

جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو کافر کہے، یہ قول دونوں میں سے کسی ایک پر ضرور لوٹے گا۔

یہ فقہی اصول اور قاعدہ ہے کہ

لايرمی رجل رجلا بالفسوق ولا يرميه بالكفر الا ارتدت عليه ان لم يكن صاحبه كذلك۔(۳۸)

جب کبھی ایک شخص دوسرے پر فسق یا کفر کی تہمت لگاتا ہے، تو وہ تہمت

اس پر لوٹ آئے گی، اگر چہ وہ شخص جس پر تہمت لگائی گئی تھی درحقیقت
کافر یا فاسق نہ ہو، آج ضرورت اس امر کی ہے کہ مذہبی انتہا پسندی کے
خاتمے کے لئے تعلیمات نبوی ﷺ کو عام کیا جائے۔

اقبال نے کیا خوب کہا ہے!

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی ﷺ ، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلماں بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

اسلام کا عطا کردہ اتحاد و یگانگت اور وحدتِ امت کا تصور:

اسلام نے تمام امت مسلمہ کو جسد واحد اور ایک برادری قرار دیا ہے۔ اخوت و اجتماعیت کا یہ رنگ اسلامی عبادات کا مظہر ہے، خصوصاً حج کے موقع پر بلا تفریق رنگ و نسل امت مسلمہ کا ہر فرد مساوات کا عملی مظاہرہ کرتا نظر آتا ہے، نماز بھی مسلمانوں کی اخوت و اجتماعیت کا مظہر ہے، قرآنِ کریم نے تمام اہل ایمان کو بھائی بھائی قرار دیا ہے، وحدت، یگانگت اور اخوت و اجتماعیت کا اظہار کیا ہے، ارشاد ربانی ہے:

انما المومنون اخوة فاصلحوا بین اخویکم واتقو الله لعلکم ترحمون۔ (۳۹)

بلاشبہ مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں، تو اپنے بھائیوں میں صلح کرادیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

سورۂ آل عمران میں ارشاد فرمایا گیا:

واعتصموا بحبل الله ...... لعلکم تهتدون۔ (۴۰)

اور سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا باہم تفرقہ نہ

ڈالنا (متفرق نہ ہونا) اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو، جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے، تو اللہ نے تمہیں اس سے بچالیا۔ اس طرح خدا تمہیں اپنی آیتیں کھول کھول کرسناتا ہے، تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن النعمان بن بشير قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل المومنين في تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد اذا شتكى عضوا تداعىٰ له سائر الجسد بالسهر والحمى۔ (۴۱)

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو ایمان داروں کو باہمی رحمت ومحبت اور مہربانی میں ایک جسم کی مانند دیکھے گا، جب کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے (تو اس کے سبب) تمام بدن کے اعضا بیماری اور تکلیف سے متاثر ہوتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد جو اہم اقدام فرمایا وہ انصار ومہاجرینؓ کے درمیان رشتۂ اخوت کا قیام تھا، خود دربار نبوی ﷺ مختلف نسلی، نسبی وملکی پھولوں کا گلدستہ تھا، اس میں عداس نینوائیؓ، صہیب رومیؓ، ذوالکلاع حمیریؓ، ابوسفیان امویؓ، کرز فہریؓ، بلال حبشیؓ، ضماد ازدیؓ عدی طائیؓ، ابوذر غفاریؓ، ابو حارث مصطلقیؓ، سلمان فارسیؓ، طفیل دوسیؓ، ثمامہ نجدیؓ، ابوعامر اشعریؓ، سراقہ مدلجیؓ پہلو پہلو بیٹھے نظر آتے تھے اور ہر فرد اپنے ملک اور قوم کی نمائندگی کرتا تھا۔ (۴۲)

عہد حاضر میں پوری مسلم امہ کے لئے بالعموم اور اسلامیانِ جمہوریہ پاکستان کے لئے بالخصوص یہی درس اتحاد و یگانگت اور جذبۂ اخوت واجتماعیت کامیابی کی ضمانت اور فلاح کی نوید ہے، علامہ اقبال کیا خوب کہتے ہیں:

یہی مقصود فطرت ہے، یہی رمزِ مسلمانی
اخوت کی جہاں گیری محبت کی فراوانی
بتانِ رنگ و خول کو توڑ کر ملت میں گم ہوجا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی (۴۳)

آج ملک سے مذہبی انتہا پسندی کے خاتمے، فرقہ واریت سے نجات، دینی اور ملی یگانگت کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کے اخوت و مساوات اور اتحاد و یگانگت، روشن خیال اور اعتدال پسندی کے پیغام کو عام کیا جائے۔

فرقہ وارانہ ہم آہنگی کا فروغ، اعتدال پسندی اور روشن خیال معاشرے کی تشکیل کے لئے تجاویز:

اسلامی معاشرے میں امن کے قیام، مملکت کے استحکام اور پرامن بقائے باہم کے لئے ضروری ہے کہ تحمل و برداشت، عفوودرگزر، حلم و بردباری، رواداری، روشن خیالی اور اعتدال پسندی کو فروغ دیا جائے، یہی وہ تعلیمات ہیں جن پر عمل کر کے ہم فرقہ واریت سے نجات اور مذہبی انتہا پسندی کا خاتمہ کر سکتے ہیں، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کا فروغ بھی ضروری ہے، ضروری ہے کہ اپنے ''عقیدے کو چھوڑو مت اور دوسروں کے عقیدے کو چھیڑو مت''۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: خطبۂ حجۃ الوداع کے تاریخی موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

عن ابن عمرؓ انه سمع النبی ﷺ یقول لاترجعون بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض۔ (۴۴)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اکرم کو یہ فرماتے سنا خبردار میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

غلو، شدت پسندی اور مذہبی معاملات میں جذباتی پن، مذہبی انتہا پسندی کا حقیقی سبب اور بنیاد ہے، مذہبی انتہا پسندی اور فرقہ بندی سے سوائے اسلام اور مسلمانوں کے نقصان

کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دیا جائے، اسلام کی روشنی خیالی اور اعتدال پسندی کو عصر حاضر کے روشنی میں عام کیا جائے۔

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا۔ (۴۵)

اور سب ملک کر اللہ کی رسی (ہدایت کی رسی) کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور باہم تفرقہ نہ ڈالنا۔

ایک موقع پر فرمایا گیا:

ولاتكونوا كالذين تفرقوا واختلفوا من بعد ماجاء هم البينت اولئک لهم عذاب عظيم۔ (۴۶)

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور واضح احکام آنے کے بعد ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف کرنے لگے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قیامت کے دن بڑا عذاب ہوگا۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (مرحوم) رسول اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے متعلق کیا خوب لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم کو جس اعلیٰ درجے کے اخلاق اور اعلیٰ درجے کے طبعی و خلقی موزونیت سے نوازا تھا، وہ آنے والی صدیوں اور موجودہ و آئندہ نسلوں کے لئے معراج کمال ہے اور اسے ہم اعتدالِ فطرت (اعتدال پسندی، میانہ روی) سلامت ذوق، لطافت شعور توازن و جامعیت اور افراط و تفریط سے پاک تعبیر کر سکتے ہیں"۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ کو جب دو کاموں میں کسی ایک کو ترجیح دینی ہوتی تو آپ ﷺ ہمیشہ اسے اختیار فرماتے جو زیادہ سہل ہوتا، بشرطیکہ اس میں گناہ کا شائبہ نہ ہو، اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپ ﷺ اس سے سب سے زیادہ دور رہوتے۔ (۴۷)

دین میں شدت پسندی، انتہا پسندی، غلو، مبالغہ آمیزی تمام ناپسندیدہ ہیں، اسلام اعتدال پسندی کا دوسرا نام ہے، وہ آسانی، لوگوں کو بشارت دینے اور منافرت سے روکنے کی تعلیم دیتا ہے، اعتدال پسندی اور میانہ روی اسلامی تعلیمات کی روح ہے، قرآنِ کریم نے امتِ

محمدیہ ﷺ کے متعلق **وکذلک جعلنا کم امۃ وسطا** فرما کہ اس کی وضاحت کی ۔(۴۸)

اور رسول اکرم ﷺ نے خیر الامور اوسطہا فرما کر امت مسلمہ کو اعتدال پسندی، میانہ روی اور اعتدال کی راہ اپنانے کی ہدایت فرمائی، قرآنِ کریم کی متعدد آیات مبارکہ میں اعتدال پسندی اور میانہ روی کی تعلیم دیتے ہوئے اسے امت مسلمہ کا خاص وصف قرار دیا گیا ہے۔(۴۹)

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن ابن هريرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ان الدین یسر، ولن یشاد الدین احد الا غلبه، فسددوا وقاربوا وابشروا، واستعینوا بالغدوة والروحة وشیء من الدلجة (۵۰)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ دین آسان ہے اور جو بھی دین سے زور آزمائی کرے گا وہ اس پر غالب آئے گا، اس لئے میانہ روی (اعتدال پسندی) اختیار کرو اور اعتدال کے ساتھ چلو، قریب کے پہلوؤں کی رعایت کرو اور انبساط رکھو، اور صبح و شام اور کسی قدر تاریکی شب کی عبادت سے تقویت حاصل کرو۔

خلاصہ بحث:

روشن خیالی اور اعتدال پسندی عصر حاضر کا اہم اور احساس موضوع بحث ہے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اس کی بڑی افادیت واہمیت ہے، ہم اس نبی آخر الزماں ﷺ کے امتی ہیں جنہیں قرآن نے رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا ہر گوشہ اور اسوۂ حسنہ کا ہر پہلو صبر و برداشت، تحمل و بردباری، عفوو درگزر، رواداری، روشن خیالی اور اعتدال پسندی سے مزین ہے، میثاق مدینہ، صلح حدیبیہ، فتح مکہ سیرت طیبہ کے وہ شاہکار ہیں جن پر تاریخ اسلام کی شاندار روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی عمارت کھڑی ہے۔

بدقسمتی سے آج امت مسلمہ خصوصاً پاکستان میں مذہبی انتہا پسندی، دہشت گردی

اپنے عروج پر ہے عصر حاضر کا تقاضا ہے کہ مذہبی انتہا پسندی تفرقہ، گروہی ولسانی فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے اسوۂ حسنہ پر عمل کیا جائے اور اس کے فروغ کے لئے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوا جائے اور یہی آج کے مسائل کا حل ہے۔

☆ سرکار دو عالم ﷺ رحمت للعالمین، محسن اعظم کی سیرت طیبہ اور تعلیمات صبر و برداشت، عفو و درگزر، میانہ روی رواداری، مساوات و بھائی چارہ روشن خیال اور اعتدال پسندی سے عبارت ہے۔آج کے تمام معاشرتی وسیاسی سماجی مذہبی مسائل کا حل سیرت میں موجود ہے۔اس لئے سیرت طیبہ اور اسوۂ حسنہ کی تعلیم کو عام کیا جائے۔

☆ تمام مکاتب فکر کے علماے کرام اسلام کے پیغام امن وسلامتی، رواداری، روشن خیالی اور اعتدال پسندی کو عام کریں۔

☆ فرقہ وارانہ اختلاف کے خاتمہ کے لئے تمام مسالک ومکاتب کے علماے کرام اپنے وعظ وتقریر میں روشن خیالی اور اعتدال پسندی جس کی تعلیم اسلام نے دی ہے کو فروغ دیں۔

☆ معاشرے سے غربت، جہالت، بے روزگاری اور لاقانونیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے لئے اسوۂ حسنہ اور سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں ان مسائل کا حل تلاش کیا جائے ملک میں انصاف اور قانون کی بالادستی عام کی جائے۔

☆ اسلام کی روشن خیالی اور اعتدال پسندی کو فروغ اور عام کیا جائے۔

☆ زندگی کے ہر شعبہ میں سیرت طیبہ پر عمل کو یقینی بنایا جائے۔

سیرت طیبہ ﷺ کی پیروی اور اطاعت ہی میں عالم اسلام، ملت اسلامیہ اور دنیا کے انسانوں کے مسائل کا حل موجود ہے اور اسی اسوۂ حسنہ ﷺ پر دین و دنیا کی فلاح و کامیابی کی یقینی ضمانت ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ زین العابدین میرٹھی/ پیغمبر السلام کا پیغام امن وسلامتی نقوش رسول ﷺ نمبر اپریل ۱۹۸۷ء

۲۔ محمد یوسف کاندھلوی/ حیات الصحابہ/ لاہور، کتب خانہ فیضی/ ج ۳، ص ۵۸۵

۳۔ شاہ ولی اللہ/ تقویت الایمان/ انڈیا ۱۸۷۰ء/ جلد دوم، ص ۵۱۶

4. Encyclopedia of Religion and ethiecs new York. 1931

۵۔ آل عمران: ۱۹، سورۃ مائدہ: ۳

۶۔ راغب الاصفہانی/ مفردات القرآن/ بیروت، دار صادر (الدین)

7. Encyclopedia Britanica, Extreme lsm, newYork.

۸۔ سورۃ الکافرون،

۹۔ ابوالحسن علی ندوی/ نبی رحمت ﷺ/ کراچی، مجلس نشریات اسلام، ۱۹۸۵ء/ ص ۶۰

۱۰۔ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی/ رسول اکرم ﷺ اور رواداری/ فضلی سنز، کراچی ۱۹۸۸ء

۱۱۔ خواجہ الطاف حسین حالی/ درس اور جزا اسلام، دہلی ۱۹۷۸ء

۱۲۔ مقالات سیرت ۱۹۸۸ء، سیرت کانفرنس، وزارت مذہبی امور، اسلام آباد

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ ابوالحسن ندوی، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زموال کا اثر/ کراچی، مجلس نشریات اسلام/ ص ۷۱

۱۵۔ ماہنامہ فاران کراچی، سیرت نمبر جنوری ۱۹۵۶ء

۱۶۔ پنڈت گوپال کرشن، بھارت، سماچار، بمبئی، مقالہ مہاپرش محمد ﷺ ۱۹۶۶ء/ ص ۱۷۰

۱۷۔ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی/ تجلیات سیرت/ کراچی، فضلی سنز/ ص ۱۸۰

۱۸۔ آل عمران: ۱۲۴

۱۹۔ سورۃ النساء: ۱۵۶

۲۰۔ قاضی محمد سلیمان/ رحمت للعالمین، لاہور، مکتبہ الدعوۃ/ ج ۲، ص ۲۱۳

۲۱۔ مقالات سیرت مقالہ/ سید عطا اللہ/ ۲۰۰۳ء/ ص ۳۸۸

۲۲۔ سلمان ندوی/ اسلامی بیداری افکار اور انتہا پسندی/ لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت

۲۳۔ ڈاکٹر حمید اللہ/ خطبات بہاولپور/ اسلام آباد، تحقیقات اسلامی، ۱۹۹۲ء/ ص ۳۲۵

۲۴۔ قاضی محمد سلمان/ رحمت للعالمین/ لاہور، پروگریسیو بک سینٹر/ ج ۳، ص ۲۶۷

۲۵۔ نعیم صدیقی محسن انسانیت

۲۶۔ دیکھئے: النساء: ۱۷۱، المائدہ ۷۷

۲۷۔ ابن سعد/ الطبقات الکبریٰ/ ج ۲، ص ۱۸۱

۲۸۔ النسائی/ سنن النسائی/ ص ۲۶۸

☆ احمد بن حنبل/ المسند/ ص ۲۵۱

۲۹۔ بقرہ:۲۵۶
۳۰۔ یونس:۹۹
۳۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی/ فتح الباری/ ج ۱۳، ۲۹
۳۲۔ المائدہ:۳۲
۳۳۔ مسلم/ الجامع الصحیح / ج ۱، ص ۶۴
۳۴۔ المائدہ:۳۳، ۳۴
۳۵۔ مشکوٰۃ المصابیح/ کراچی، قدیمی کتب خانہ ۱۳۶۸ھ/ ج ۱، ص ۱۲، کتاب الایمان
36. The News Karachi 7,8 2002, The News Karachi 1608-2002
۳۷۔ مودودی، سید ابو الاعلیٰ/ تفہیمات/ لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۸۱ء/ ص ۱۸۲
۳۸۔ ایضاً
۳۹۔ سورۃ الحجرات، ۱۰
۴۰۔ آل عمران: ۱۰۸
۴۱۔ مسلم/ الجامع الصحیح / ج ۸، ص ۲۰، بات تراجم المومنین
۴۲۔ حافظ محمد ثانی/ حسن انسانیت/ ۱۹۹۹ء/ ص ۲۸۸
۴۳۔ اقبال/ کلیات اقبال/ ص ۳۸۳
۴۴۔ ابن حجر/ فتح الباری/ ج ۱۳، ص ۲۹
۴۵۔ آل عمران: ۱۰۳
۴۶۔ آل عمران: ۱۰۵
۴۷۔ ابن الحسن ندوی/ نبی رحمت/ کراچی، مجلس نشریات اور اسلام/ ص ۵۸۳
۴۸۔ البقرہ: ۵۲، ۱۴۳
۴۹۔ بنی اسرائیل: ۲۹، الفرقان: ۴، بنی اسرائیل: ۲۶، ۲۷
۵۰۔ بخاری/ الجامع الصحیح / ج ۱، ص ۳۹

پیارے بچوں کے لئے

پیارے نبی ﷺ کی سیرتِ طیبہ (ایوارڈ یافتہ)

مع سوال جواب

مصنفہ: بشریٰ امام الدین

تحقیق وزیر نگرانی: پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

صفحات: ۲۶۳ قیمت: ۶۰

ملنے کا پتہ

مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانیؒ۔ اورنگی ٹاؤن سیکٹر ۸/ ایل ۱۶۲، کراچی

حمد باری تعالی

حاجت روا بھی تو ہے، مشکل کشا بھی تو ہے
خلاق دو جہاں ہے، سب کا خدا بھی تو ہے
روز ازل بھی تیرا شام ابد بھی تیری
ہر ابتدا بھی تو ہے ہر انتہا بھی تو ہے
دکھ درد میں تجھی کو ملا پکارتے ہیں
ٹوٹے ہوئے دلوں کا ہاں آسرا بھی تو ہے
تیری تجلیوں سے روشن ہیں ماہ و انجم
دنیا کی انجمن میں نور و ضیا بھی تو ہے
ہے چارہ بھی تو اور کار ساز بھی تو
آنکھوں کی روشنی ہے، دل کی دوا بھی تو ہے

پروفیسر مشتاق کلوٹا☆

آپ کا عطا کردہ روشن خیال اور اعتدال پسند معاشرہ

اسوۂ حسنہ ﷺ کے تناظر میں

اسلام کسی ایسے مذہب کا نام نہیں ہے جو صرف انسانی کی نجی اور انفرادی زندگی کی صلاح کا خواہاں ہو اور جو چند محدود دا عمار اور رسوم پر مشتمل ہو بلکہ اسلام ایک ایسا دین ہے جو تمام شعبہ ہائے زندگی پر مشتمل ہے اور اس میں ہر شعبہ زندگی کے متعلق رہنمائی کے اصول متعین کیے گئے ہیں جن پر چل کر دونوں جہانوں میں کامیابی اور کامرانی حاصل کر سکتا ہے۔ اسلام تمام شعبہ ہائے زندگی کی اصلاح کرتا ہے۔ خواہ یہ شعبہ زندگی انفرادی ہو یا اجتماعی، روحانی ہو یا مادی، معاشی ہو یا معاشرتی۔ غرض یہ کہ اسلام زندگی کے ہر شعبے سے متعلق اپنے مخصوص احکامات کے ذریعہ حیاتِ انسانی کو امن کا گہوارہ بنا دیتا ہے۔ اسلامی نظام زندگی کی بنیاد اسی بات پر ہے کا ور اسلام کی اصلی دعوت بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس کا قانون جاری و نافذ ہو۔ تمام انسان اس دین کو اپنا کر دنیا میں امن و سلامتی سے زندگی بسر کریں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہوں۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ کہ اسلام امن کا داعی، صداقت کا علمبردار اور انسانیت کا پیغمبر ہے۔ اس کی نگاہ میں نبی نوع انسانی کا ہر فرد مساوات و مرتبہ کا مستحق ہے۔ وہ رنگ و نسل کے عیوب سے پاک ہے۔ اسلام سارے طبقات انسانی کے لیے رحمت بن کر آیا اس نے غیر مسلم رعایا کو بھی اس سے محروم نہیں رکھا اور ان کو اتنے حقوق دیئے جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی۔

سید العرب و العجم، پیغمبر آخر الزماں، ہادی عالم، سرور کائنات، شفیع المذنبین، دعائے خلیل، نوید مسیحا، محسن انسانیت، فقید المثال مبلغ، مایہ ناز منتظم، سراج السالکین، صادق و

☆ پاکستان شپ اونرز گورنمنٹ کالج کراچی

امین تاجر، مدینہ العلم، بے مثال مربی، سپہ سالار اعظم، رسول رحمت، لاثانی مقنن، انسانیت کے تاجدار، مذہبی رواداری کے علمبردار، اور اعلیٰ ترین معلم انسانیت کی سیرت ایک مکمل سیرت ہے۔

شاہ امم، شہنشاہ کونین، فخر رسل، خیر الوریٰ، معمار اقدار بشر، شہ لولاک، معلم کامل، معلم آخر الزماں، حضرت محمد ﷺ کا رویہ، آپ کا کردار اور طرز عمل ایک بہترین نمونہ ہے اور ایک عمدہ مثال ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات اور آپ کا طرز عمل پوری دنیا کے انسانوں کے لیے باعث تقلید اور بہترین ماڈل ہے۔ اللہ رب العزت قرآن عظیم میں فرماتا ہے کہ

لقد کان لکم فی رسول اللہ ﷺ اسوة حسنه۔ (۱)

تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں بہترین نمونہ ہے۔

اسلام تہذیبی اور جغرافیائی اعتبار سے دنیا کے ایک پسماندہ ترین خطے میں آیا۔ حضرت محمد ﷺ نے جاہل عربوں کو دنیا کی اعلیٰ ترین قوم بنادیا اور انسانی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک ایسا جامع نظام پیش کیا جو روحانی اور مادی ہر دو اعتبار سے انسانی مسائل کے حل اور اس کے ارتقاء وارتفاع کا ضامن ہے۔ (۲)

اسلام دنیا کا ایک عظیم مذہب ہے۔ اس نے بے کیف اور افلاس زدہ زندگیوں کو وقار اور معنویت دی ہے۔ اس نے مختلف نسلوں کے لوگوں کو بھائیوں کی طرح جینا اور مختلف عقائد کے لوگوں کو باہمی رواداری کے ساتھ پہلو بہ پہلو رہنا سکھایا۔ اس نے ایک عظیم تہذیب عطا کی جس سے اسلامی معاشرہ کی تشکیل ہوئی۔ جس میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی تخلیقی اور سودمند زندگی بسر کی اور جس نے اپنے حالات (Achievements) کے ذریعے پوری دنیا کو ثروت مند بنایا۔ (۳)

اسلام کی تعلیمات اپنے حقوق کے حصول کے لیے استحصالی قوتوں سے نبرد آزما مسلمانوں کو اپنی جدوجہد انسانیت کی حدود کے اندر رکھنے کا پابند بناتی ہے اور انہیں یہ اجازت ہرگز نہیں دیتی کہ وہ اس شرعی جدوجہد میں معصوم اور نہتے لوگوں کی جانیں لیں انہیں دہشت زدہ کریں ان کی املاک کو نقصان پہنچائیں اور ان میں خوف و ہراس پھیلا کر اس کائنات میں فتنہ فساد اور تباہی و بربادی کا موجب بنے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''اور زمین پر فساد مت پھیلاؤ